ادبیات

خوددار بھکارن

از

(جناب بسمل شاہجہاں پوری)

غصہ تھا آفتاب کا حد سے بڑھا ہوا
گرمی سے کائنات کا پارا چڑھا ہوا

اُڑتے ہوئے غبار سے ہر چیز خاک تھی
چھاتی زمیں کی تابشِ پیہم سے چاک تھی

سبزہ تھا یا زمیں میں کانٹے گڑے ہوئے
پانی پہ بلبلے تھے کہ چھالے پڑے ہوئے

بادِ سموم تھی کہ جہنم کی سانس تھی
سورج کی ہر کرن دلِ ہستی میں پھانس تھی

کُتّے تلاشِ سایہ میں ہر سو رواں دواں
پھولی ہوئی تھی سانس تو نکلی ہوئی زباں

دستِ تپش میں اسپِ زمانہ کی باگ تھی
ہر ذرہ کے جگر میں جہنم کی آگ تھی

تپتا ہوا فلک تو سلگتی ہوئی زمیں
ہر کنکری پہ ہوتا تھا چنگاری کا یقیں

پھولوں کے دل میں کانٹوں کے نیزے گڑے ہوئے
ہر شاخ سرنگوں میں پرندے چھپے ہوئے

تھا آفتاب سر پہ تو سایہ تھا پاؤں پہ
بالکل یقین تھا سیہ بختی کا چھاؤں پر

اک بارشِ شرارہ دلِ کائنات پر
کانٹے پڑے ہوئے تھے زبانِ حیات پر

یہ وقت اور ایک ضعیفہ خستہ حال
آنکھیں اداس چہرہ مکدر نظر نڈھال

پیروں پہ تھا ورم رخِ انور پہ گرد تھی
آئینۂ زمانہ میں تصویرِ درد تھی

رُکا ہوا سکون مسرت خفا سی تھی
ہونٹوں پہ پاؤں پڑتی ہوئی التجا سی تھی

لب خشک "آنکھ تر" تو دلِ آشفتہ حال تھا
ہر چہرہ نگاہ پہ رنگِ سوال تھا